نولائی وسلم دائماً ابداً　　علی حبیبک خیر الخلق کلہم

درسِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو بعد مغرب بعد جامعہ مدنیہ میں مجلسِ ذکر منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور روح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف[1] کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں انہوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اجر سے نوازے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالا "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ اب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت در فشاں است　　خُم و خمخانہ با مہر و نشاں است

کیسٹ نمبر ۴، ۴ ستمبر ۱۹۸۱ء

الحمد للہ رب العٰلمین والصلٰوۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمد وّ آلہ و اصحابہٖ اجمعین

عَنْ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰہِ لَا یَغْفِرُ اللّٰہُ لِفُلَانٍ وَّاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَتَاَلّٰی عَلَیَّ اَنِّیْ لَا اَغْفِرُ لِفُلَانٍ فَاِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَّ اَحْبَطْتُّ عَمَلَکَ۔[1]

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ ایک شخص نے کہا، اللہ کی قسم اللہ فلاں آدمی کو نہیں بخشے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کون ہے جو میرے بارے میں قسم کھا کر یہ کہتا ہے کہ میں نہیں بخشوں گا فلاں کو تحقیق میں نے بخش دیا فلاں کو اور ضائع کر دیا تیرے عمل کو۔

انسانوں میں تبدیلی آتی رہتی ہے اور دُنیا بھر میں ایسے ہی ہوتا رہتا ہے کہ بُرے لوگ توبہ کر کے اچھے بن جاتے، اچھائی کی طرف آجاتے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اچھے آدمی بُرے کاموں میں لگ جاتے ہیں العیاذ باللہ، اب کوئی شخص کسی دوسرے کو اگر بُرا کام کرتا ہُوا دیکھ لے تو یہ فرض ہے کہ اُس کو روکے، اس کو سمجھائے اور اگر ایسا موقع نہ ہو کہ اُسے روک سکے، سمجھا سکے تو

[1] مشکوٰۃ، ص: ۲۰۴

پھر یہ ہے کہ کم از کم اپنے دل میں تو اس کو بُرا جانے کہ یہ کام بُرا ہو رہا ہے لیکن اس آدمی کے بارے میں حتمی فیصلہ اپنے ذہن میں نہیں کر سکتا کوئی بھی،

قطعی فیصلہ کرے کہ یہ آدمی خراب ہے اور خراب ہی رہے گا اس کا حق کسی کو نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے وہ توبہ کر لے، مرنے سے پہلے پہلے توبہ کر لے تو اللہ کا وعدہ ہے کہ قبول ہوگی اور اللہ نے یہ انعام فرمایا ہے انسانوں پر اور جنّات پر کہ وہ توبہ کر لیں تو توبہ قبول ہوگی، ثقلین کے لیے معاملہ یہی ہے اور ثقلین ہیں انسان اور جن۔

اس شخص کا واقعہ جس نے کہا تھا کہ اللہ فلاں کو نہیں بخشے گا۔

جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بات سمجھانے کے لیے ایک واقعہ ذکر فرمایا جو پہلی اُمتوں میں ہُوا (وہ یہ) کہ ایک شخص نے کہا، کسی آدمی کا نام لے کر خُدا کی قسم کھائی اور یہ کہا کہ اللہ اس کو نہیں بخشے گا، یہ بہت بڑی بات کہی، آپ دوسرے آدمی کے بارے میں یہ قسم نہیں کھا سکتے کہ یہ آدمی بات نہیں مانے گا، ممکن ہے وہ مان جائے۔

کوئی آدمی کہتا ہے کہ مجھے فلاں آدمی سے کام ہے، آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ ایسے نہیں ہوگا یہ نہیں مانے گا اس بات کو، لیکن قسم نہیں کھا سکتے کہ وہ نہیں مانے گا کیونکہ کیا پتہ مان جائے، یہ قسمیہ جملہ نہیں بولا جاتا، اور اگر کوئی کرتا ہے تو بُرا ہی سمجھا جاتا ہے، لوگ شرطیں باندھ لیتے ہیں کہ ایسے ہوگا۔ دوسرا کہتا ہے کہ ایسے نہیں ہو سکتا، یہ شرطیں باندھنے والے جو لوگ ہیں وہ اسلامی بات نہیں کر رہے، شرط باندھنا (تو جوا ہے) یہ تو جوا ہو گیا۔ یہ تو اسلامی چیز ہی نہ ہوئی، اسلامی بات جو سیدھی صاف بات ہے وہ تو یہ ہے کہ کوئی آدمی دوسرے آدمی کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتا۔

کوئی کہتا ہے کہ مجھے اس کا مکان خریدنا ہے اتنے میں خریدنا ہے تم یہ کہو کہ میرا گمان یہ ہے کہ اتنے میں وہ نہیں دے گا یہ کہہ سکتے ہو، لیکن یہ قسم کھا لو کہ نہیں جی وہ اتنے میں دے گا ہی نہیں (یہ صحیح نہیں، قسم کھانے کے بعد تو خود فکر ہو جائیگی آپ کو کہ پتہ نہیں قسم پوری ہوتی ہے یا نہیں۔

آدمی آدمی کے بارے میں اتنی بڑی بات نہیں کہہ سکتا تو خُدا کے بارے میں اتنی بڑی بات

کیسے کہہ سکتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (بلاشبہ اللہ تعالیٰ سارے ہی گناہ معاف فرما دیتے ہیں) اللہ تعالیٰ دعوت دے رہے ہیں کہ مجھ سے استغفار کرو، مجھ سے توبہ کرو گناہوں کی تو میں بخش دوں گا یہ وعدہ خود فرماتے ہیں رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ تمام چیزوں پر میری رحمت جو ہے وہ پھیلی ہوئی ہے، اور دُنیا میں بھی ہے ورنہ کافر بھوکے مرجائیں اور مسلمان آرام کریں، یہ ایسا ہوتا ہی نہیں بلکہ وہ سب کے لیے ہوتا ہے۔ ہوا سب کے لیے پانی سب کے لیے جو محنت کرے اس کے لیے پھل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے۔ آخرت کی رحمت حاصل کرنے کا رستہ بھی ہر وقت کھلا ہے جب تک دنیا میں انسان اس زندگی میں ہے اس وقت تک کھلا ہے چاہے بُوڑھا ہو جائے، بیمار ہو اُٹھ نہ سکتا ہو ہل نہ سکتا ہو، ابھی مرا وہ نہیں توبہ کر سکتا ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس بندے کا یہ کہنا، قسم کھا کر کہنا ناپسند ہوا اور اُس نے بُرا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جب وہ پیش ہوئے وہاں فرمایا مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَأَلّٰى عَلَيَّ اَنِّيْ لَا اَغْفِرُ لِفُلَانٍ، کون ہے جو میرے بارے میں قسم کھا کر یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نہیں بخشوں گا فلاں کو، فَاِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ جس کے بارے میں اُس نے قسم کھائی تھی وہ پیش ہُوا اور یہ (قسم کھانے والا) بھی پیش ہُوا اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اُس کو بخش دیا۔ وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ اور جو تُو نے کام کیے تھے، تیری نیکیاں یہ میں نے ضائع کر دی ہیں۔ وہ میرے نزدیک کسی قیمت میں نہیں۔ یہ تو ہُوا وہ جو وہاں پیش آیا اور دُنیا میں ایسے ہُوا کرتا ہے کہ آدمی گناہ بہت کرتا ہے پھر اُسے اس پر ندامت ہوتی ہے پھر وہ توبہ کرتا ہے۔

جتنی بڑی توبہ ہوگی اتنا ہی بڑا اجر ہوگا

اور جتنی بڑی توبہ ہو گی اس کی، اتنا ہی بڑا اجر ہو جاتا ہے اگر اس کی توبہ بہت ہی بڑی ہے بہت ہی ندامت کے ساتھ ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کے گناہ جو ہیں وہ بھی نیکی بنا دیے جائیں جیسے کافر مسلمان ہو جاتا ہے تو اُس کے بارے میں بھی یہی حکم ہے اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا، توبہ کرے ایمان قبول کرے اور بعد میں نیک کام کرتا رہے فَاُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ اُن کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دیتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے

کہ اس (شخص) نے توبہ کی ہو ضرور اور ظاہر ہیں دُنیا میں یہ ہُوا ہو۔

۶۵ء کی جنگ کا ایک واقعہ

یہاں جو ۶۵ء کی لڑائی ہو رہی تھی تو اس میں یہاں ایئر پورٹ سے اُڑتے تھے کراچی اور پشاور سے جاتے تھے بمباری کرنے کے لیئے پشاور سے اُڑتے تھے وہ بمباری کرتے تھے۔ کراچی سے بھی اور اسی طرح اور جگہوں سے بھی مجھے ایک صاحب نے بتلایا کہ ایک پائلٹ تھا، اس کو ہم منع کرتے تھے کہ نہیں، اَب تم تھک گئے ہو اَب تم مت جاؤ دوبارہ تو وہ کہتا تھا کہ نہیں میں جاؤں گا، اس پر اَڑتا تھا۔ میں جا سکتا ہوں، میں جاؤں گا۔ کئی دفعہ منع کیا، وہ نہیں مانا، وہ اسی طرح کرتا رہا، ایک دن دو دن، وہ کہنے لگا اصل میں بات یہ ہے کہ میں نے گناہ بہت کیے اتنے گناہ کیے کہ اس کی تلافی جو ہے وہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ میں خُدا کی راہ میں مارا جاؤں پھر وہ گیا اسی طرح اور وہ شہید ہو گیا۔

یہاں دُنیا میں اس شخص کے ساتھ ایسے ہُوا ہو گا جس شخص کی بخشش فرمائی اور اِس (قسم کھانے والے) شخص کا یہ ہُوا ہو گا کہ ایسا آدمی جب نیکی کرتا ہے تو دوسروں کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ ایسے بھی آپ کو ملیں گے لوگ، قِسم ہے یہ لوگوں کی کہ دوسروں کو حقیر جانتے ہیں تم نے یہ نہیں کیا۔ تم نے یہ نہیں کیا، تم یہ نہیں کرتے، تم وہ نہیں کرتے، اپنے سے غافل دوسروں پر نکتہ چینی کرتا ہے یہ اللہ کو پسند نہیں، ایسا آدمی بڑھتے بڑھتے پھر فیصلے دینے لگتا ہے اور آگے بڑھ جاتا ہے کہ تُو تو ہے ہی ایسا، تُو تو ہے گا ہی ایسا، یہی غلط ہے، یہ بڑھتے بڑھتے ادھر پہنچ گیا، اس حد تک پہنچ گیا تو اللہ کی ناپسندیدگی میں جا پہنچا اور ایسے ہو گیا جیسے اپنے اعمالِ صالحہ پر ناز ہے اُسے۔

عمل پر ناز کرنا بہت بُری بات ہے

اور عمل پر ناز بہت بُری بات ہے بہت بُری علامت ہے، عمل پر ناز جو ہے وہ بہت بڑے بڑے صحابہ کرام جو گزرے ہیں اُن کے نزدیک بہت بری علامت رہی ہے وہ اس کو نہیں پسند کرتے تھے وہ کہتے تھے (عمل کے باوجود، عمل میں کوئی کوتاہی نہیں پھر بھی) خُدا کی رحمت ہی ہے اصل اِن کا نظریہ، یہ تھا۔

(باقی ص ۲۱ پر)

قَدَمَیْہِ لَاَبْصَرَنَا — ڈالتا تو ہمیں دیکھ لیتا۔

یہ نبی کا اطمینان و اعتماد تھا کہ برجستہ جواب دیا۔

اُسْکُتْ یَا اَبَابَکْرٍ اِثْنَانِ اللّٰہُ ثَالِثُھُمَا۔[۱] — خاموش رہو ابوبکر، ہم دو ہمارا تیسرا اللہ ہے۔

وَفِی رِوَایَۃٍ مَاظَنُّکَ یَا اَبَابَکْرٍ بِاِثْنَیْنِ اللّٰہُ ثَالِثُھُمَا۔[۲] — ایک روایت میں یہ ہے۔ ابوبکر، ان دو کے متعلق تم کیا گمان رکھتے ہو جن کا تیسرا اللہ ہے

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ زحمتِ[۳] سفر۔ صدیق اکبر کی رفاقت اور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعتماد بارگاہ ربّ العزّت میں قبول ہُوا۔ چنانچہ سورہ توبہ کی اس آیت (مذکورہ عنوان) میں اس کا ذکر فرمایا گیا۔

بقیہ: درسِ حدیث

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے بڑے صحابۂ کرام جو لائق تقلید ہیں اُن کی سُنّت میں یہ داخل ہے کہ انھوں نے کبھی کوتاہی نہیں کی ادنیٰ چیز میں بھی، اس کے باوجود وہ کہتے تھے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا اور ہمارا عمل اللہ کو پسند ہو تو وزن ہے اس میں، نہ پسند ہو اگر تو کچھ بھی نہیں، اصل ہے خُدا کی رحمت، تو اگر کوئی آدمی اپنے عمل پر ناز کرنے لگے یا عمل کرے اور ریاکاری کرے، دونوں چیزیں غلط ہیں۔ اِن کے نتائج غلط ہیں اور اس میں بُرائی پیدا ہوتی ہے۔ بڑائی پیدا ہُوئی اور چھوٹا کیا اللہ نے، اس کے (دل میں) اِدھر بڑائی پیدا ہُوئی اُدھر خُدا کے ہاں اُسے چھوٹا بنا دیا گیا۔

حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُس سے ارشاد فرمایا کہ اَحْبَطْتُ عَمَلَکَ، میں نے تیرا عمل جو تھا وہ ساقط اور بے اعتبار کر دیا، اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ کوئی وزن نہیں۔

اللہ تعالیٰ صحیح سمجھ عطا فرمائے، صحیح راہ پر قائم رکھے اور اپنی مرضیات کی توفیق دے جن اعمال سے وہ راضی ہے اُن اعمال پر ہمیں زندگی اور موت دے۔

---

[۱] بخاری شریف، ص: ۵۵۸ [۲] ایضًا ص: ۵۱۶ و فتح الباری

[۳] یہ خیال رکھنا چاہیے کہ یہ سفر اور غار میں قیام ستمبر کے مہینہ میں ہُوا جو سخت گرمی کا مہینہ ہوتا ہے۔